اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ وہ انسان کے معاشرتی، سیاسی اور دیگر تمام مسائل کا حل رکھتا ہے۔ وہ انسان کو ذہنی اطمینان وسکون فراہم کرتا ہے۔ سماج کی بہتر تشکیل کے لیے اخلاقی اصول وضوابط بیان کرتا اور اپنے ماننے والوں کو ان کا پابند بناتا ہے۔ وہ انسانوں کو اپنے معاشی حالات بہتر بنانے کی جدو جہد کرنے کی ہدایت دینے کے ساتھ موجودہ حالات پر راضی بہ رضا رہنے کی تلقین کرتا اور بے صبری سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے حقوق پامال کرنے سے سختی سے روکتا اور ہر صاحبِ حق تک اس کا حق پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔ اس طرح اس کی تعلیمات خوش گوار زندگی کی ضمانت فراہم کرتی ہیں اور ان پر عمل کرنے سے انسانی سماج امن وامان کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں سماجی، معاشی، اخلاقی اور نفسیاتی اعتبار سے معاصر دنیا کی صورت حال کا جائزہ لینے کے ساتھ واضح کیا گیا ہے کہ موجودہ دور کے انسانوں کی ان الجھنوں کو اسلام کس طرح حل کرتا ہے اور خوش گوار زندگی گزارنے کے لیے کون سے زرّیں اصول بیان کرتا ہے۔ ان اصولوں کی اہمیت یہ ہے کہ وہ محض نظری نہیں ہیں، بلکہ ایک عرصہ تک ان پر انسانوں کی بڑی تعداد عمل کرتی رہی ہے اور ان کے معاشرہ نے امن وسکون کا مثالی نمونہ پیش کیا ہے۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی نے ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کی جانب سے تفویض کردہ علمی منصوبہ کے تحت 'اسلام- ایک نجات دہندہ تحریک' کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب تیار کی تھی۔ زیر نظر کتاب اصلاً اس کا تیسرا حصہ ہے۔ اس سے قبل اس کے دو حصے 'اسلام- ایک نجات دہندہ تحریک' اور 'عصر حاضر کا سماجی انتشار اور اسلام کی رہ نمائی' کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان تینوں حصوں کو ملا کر پڑھا جائے تبھی ان کی مکمل بحث کو اچھی طرح سمجھا اور اس سے کما حقہ استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ (م۔ر)

کتابیاتِ شبلی ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ۲۰۱۱ء، صفحات: ۲۷۱، قیمت-/۲۵۰ روپے

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی نے علامہ شبلی نعمانی (م۱۹۱۴ء) اور دبستانِ شبلی کے

تذکرہ کو اپنے لیے بحث و تحقیق کا موضوع منتخب کیا ہے۔ علامہ شبلی کی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر ان کی تحریروں کا مجموعہ 'متعلقات شبلی' کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور دبستان شبلی کا جامع تذکرہ ان کی کتاب 'دارالمصنفین کی تاریخی خدمات' میں آ گیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا شاہ معین الدین ندوی، مولانا سعید انصاری اور مولانا مجیب اللہ ندوی وغیرہ پر ان کی مستقل تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ انہی خدمات کی بنا پر انھیں دارالمصنفین کا اعزازی رفیق منتخب کیا گیا ہے اور اب ان کی زیرِ نظر کتاب دارالمصنفین ہی سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ شبلی کی حیات اور کارناموں پر خود ان کی زندگی میں بہت کچھ لکھا گیا اور اس کے بعد بھی مسلسل لکھا جاتا رہا ہے۔ اس موضوع پر متعدد اشاریے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ آخری اشاریہ، جسے جناب کبیر احمد خاں لائبریرین ادارۂ علوم اسلامیہ، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ نے مرتب کیا تھا، ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اس دوران مولانا شبلی کی حیات و خدمات پر کئی سمینار منعقد ہوئے، کئی رسائل کے خصوصی شمارے شائع ہوئے اور بہت کچھ نیا لٹریچر سامنے آیا۔ زیرنظر اشاریہ میں قدیم اشاریوں کی تحقیق و تنقیح کے ساتھ نئے اضافات کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ اس طرح یہ علامہ شبلی پر تیار ہونے والے اشاریوں میں سب سے زیادہ جامع ہوگیا ہے۔

یہ اشاریہ چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں علامہ شبلی کی تمام تالیفات، تلخیصات، تراجم اور مضامین و مقالات کا تذکرہ ہے۔ دوسرا حصہ علامہ کی شخصیت اور خدمات پر لکھی جانے والی کتابوں، مضامین، رسائل کے خصوصی شماروں، عصری جامعات میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے لکھے جانے والے مقالات کا احاطہ کرتا ہے۔ مضامین کو موضوعاتی اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ تیسرے حصے میں علامہ کی تصانیف پر لکھے جانے والے مقالات اور نقد و تبصرہ کی فہرست مرتب کی گئی ہے۔ اسی حصے میں ان پر لکھی جانے والی انگریزی و ہندی کتب و مضامین کی فہرست درج کی گئی ہے۔ چوتھا حصہ مصنفین، مترجمین اور مقالہ نگاروں کے اشاریہ پر مشتمل ہے۔

فاضل اشاریہ نگار نے کتاب میں ایک ہزار سات سو اندراجات کو سلیقہ سے مرتب کیا ہے اور علامہ شبلی کی تصانیف اور مقالات کی فہرست سازی کے ساتھ ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتب اور مضامین و مقالات کی موضوعاتی فہرست بہت محنت سے مرتب کی ہے، جس پر وہ بجا طور سے تحسین وتبریک کے مستحق ہیں۔

کتابیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالمصنفین سے علامہ شبلی کی سیرۃ النبی جلد اول کی چھٹی طباعت ۱۹۶۱ء میں اور جلد دوم کی پانچویں طباعت ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔ اس سے قبل کی صرف ایک دو طباعتوں کا ذکر ہے۔ مقام حیرت ہے کہ شبلی پر ۹/ اشاریے مرتب کیے گئے، لیکن نہ اشاریہ نگار پتا لگا سکے، نہ دارالمصنفین کے ریکارڈ سے معلوم ہو سکا کہ سیرۃ النبی کی ابتدائی اشاعتیں کب کب منظر عام پر آئی تھیں۔

علامہ شبلی کے مضامین و مقالات پہلی مرتبہ کن رسائل میں شائع ہوئے اور بعد میں کن مجموعوں کا حصہ بنے؟ اشاریہ نگار نے دونوں کی صراحت کی ہے۔ لیکن مقالاتِ شبلی جلد اول کے مضامین کے بارے میں یہ تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔ بعض اندراجات کی تکرار ہے، انھیں کسی ایک جگہ ہونا چاہیے تھا۔ مثلاً 'کتب خانۂ اسکندریہ' کا تذکرہ تصانیف شبلی (نمبر شمار ۲۷) میں بھی کیا گیا ہے اور دوسروں کے ذریعے مدوّن کی گئی کتب میں بھی (نمبر شمار ۸۷) اور 'مطائب شبلی' کا اندراج کتبِ مدوّنہ (نمبر شمار ۸۶) میں بھی ہے اور مطالعات شبلی پر مشتمل کتب میں بھی (نمبر شمار ۱۴۱)۔ بعض مقامات پر رسائل کے ماہ وسنہ کا اندراج رہ گیا ہے (مثلاً نمبر شمار ۳۶۹، ۱۰۹۱) اشاریہ نگار کے اپنے مضمون 'علامہ شبلی کا نظریۂ تاریخ' کا اندراج نمبر شمار ۶۸۵ پر بھی ہے اور ۶۸۸ پر بھی۔ کتابیات میں علامہ شبلی پر لکھی جانے والی انگریزی اور ہندی کتب ومضامین کی فہرست الگ سے مرتب کی گئی ہے، لیکن عربی اور فارسی کتب ومقالات کا تذکرہ علیحدہ نہیں کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ اشاریہ قدر شناسانِ شبلی کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے۔ امید ہے کہ اہلِ علم کے درمیان اسے بھرپور پذیرائی حاصل ہوگی۔ (م-ر)